علم کے پہاڑوں کا اعلان کہ
بیشک ہندوستان دار السلام ہے
اعلام الاعلام بان
ھندوستان دار السلام
۱۳۰۶ھ
تصنیف لطیف:۔
اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی
قدس سرہ العزیز
ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org
© 2001 Encyclopaedia Britannica, Inc.

رسالہ

اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام[۶۵]

(علم کے پہاڑوں کا اعلان کہ بیشک ہندوستان دارالاسلام ہے)[۱۳]

مسئلہ ۲ تا ۵ از بدایوں محلہ براہم پورہ مرسلہ مرزا علی بیگ صاحب ۱۲۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟

(۲) اس زمانہ کے یہود و نصارٰی کتابی ہیں یا نہیں؟

(۳) روافض وغیرہم مبتدعین کہ کفار داخلِ مرتدین ہیں یا نہیں؟ جواب مفصل بدلائل عقلیہ ونقلیہ مدلّل درکار ہے، بیّنوا توجروا۔

جواب سوالِ اوّل

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ علمائے ثلٰثہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہوجانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک درکار ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکامِ شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعتِ اسلام کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر یہ بات بحمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں اہلِ اسلام جمعہ وعیدین واذان واقامت ونماز باجماعت وغیرہا شعائر شریعت بغیر مزاحمت علی الاعلان ادا کرتے ہیں۔ فرائض، نکاح، رضاع، طلاق، عدۃ، رجعت، مہر، خلع، نفقات، حضانت، نسب، ہبہ،

وقف، وصیت، شفعہ وغیرہا، بہت معاملات مسلمین ہماری شریعت غرا بیضاء کی بنا پر فیصل ہوتے ہیں کہ ان امور میں حضرات علماء سے فتوٰی لینا اور اسی پر عمل و حکم کرنا احکام انگریزی کو بھی ضرور ہوتا ہے اگرچہ ہنود و مجوس و نصارٰی ہوں اور بحمد اللہ یہ بھی شوکت و جبروت شریعت علیہ عالیہ اسلامیہ اعلی اللہ تعالٰی حکمہا السامیہ ہے کہ مخالفین کو بھی اپنی تسلیم اتباع پر مجبور فرماتی ہے والحمد للہ رب العالمین، فتاوٰی عالمگیریہ میں سراج وہاج سے نقل کیا:

اعلم ان دار الحرب تصیر دار الاسلام بشرط واحد وھو اظھار حکم الاسلام فیہا[1]۔

جان لو کہ بیشک دار الحرب ایک ہی شرط سے دار الاسلام بن جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں اسلام کا حکم غالب ہو جائے۔ (ت)

پھر سراج وہاج سے صاحب المذہب سیدنا و مولٰنا محمد بن الحسن قدس سرہ الاحسن کی زیادات سے کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے نقل کیا:

انما تصیر دار الاسلام دار الحرب عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی بشروط ثلثۃ احدھا اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم الاسلام، ثم قال وصورۃ المسئلۃ ثلثۃ اوجہ اما ان یغلب اھل الحرب علی دار من دورنا او ارتد اھل مصر غلبوا واجروا احکام الکفر او نقض اھل الذمۃ العھد وتغلبوا علی دارھم ففی کل من ھذہ الصور لا تصیر دار حرب الا بثلثۃ شروط، وقال ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالٰی بشرط واحد وھو اظھار احکام الکفر وھو القیاس[2] الخ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک دار الاسلام تین شرائط سے دار الحرب ہوتا ہے جن میں ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور وہاں اسلام کا کوئی حکم نافذ نہ کیا جائے، پھر فرمایا اور مسئلہ کی صورت تین طرح ہے اہل حرب ہمارے علاقہ پر غلبہ پالیں یا ہمارے کسی علاقے کے شہری مرتد ہو کر وہاں غلبہ پالیں اور کفر کے احکام جاری کردیں یا وہاں ذمی لوگ عہد کو توڑ کر غلبہ حاصل کرلیں، تو ان تمام صورتوں میں وہ علاقہ صرف تین شروط سے دار الحرب بنے گا۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی نے فرمایا: صرف ایک ہی شرط سے دار الحرب بن جائے گا وہ یہ کہ احکام کفر اعلانیہ غالب کردئے جائیں۔ یہی قیاس ہے الخ (ت)

درر غرر ملا خسرو میں ہے:

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب الخامس فی استیلاء الکفار نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۲

[2] ایضاً

دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فیھا کاقامۃ الجمعۃ والاعیاد وان بقی فیھا کافر اصلی ولم یتصل بدار الاسلام بان کان بینھا و بین دار الاسلام مصر اٰخر لاھل الحرب[۱] الخ ھذا لفظ العلامۃ خسرو واثرہ شیخی زادہ فی مجمع الانھر، وتبعہ المولی الغزی فی التنویر، واقرہ المدقق العلائی فی الدر، ثم الطحطاوی والشامی اقتدیا فی الحاشیتین۔

دار الحرب، اسلامی احکام جاری کرنے مثلاً جمعہ اور عیدین وہاں ادا کرنے پر دار الاسلام بن جاتا ہے اگرچہ وہاں کوئی اصلی کافر بھی موجود ہو اور اس کا دار الاسلام سے اتصال بھی نہ ہو یوں کہ اس کے اور دار الاسلام کے درمیان کوئی دوسرا حربی شہر فاصل ہو الخ، یہ علامہ خسرو کے الفاظ ہیں، اور مجمع الانہر میں شیخی زادہ نے اس کی پیروی کی ہے، اور مولٰی غزی نے تنویر میں اس کی اتباع کی، اور مدقق علائی نے دُر میں اس کو ثابت رکھا، پھر طحطاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ میں اسکی اقتداء کی۔(ت)

جامع الفصولین سے نقل کیا گیا،

لہ ان ھذہ البلدۃ صارت دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فیھا فما بقی شیئ من احکام دار الاسلام فیھا تبقی دار الاسلام علی ما عرف ان الحکم اذا ثبت بعلۃ فما بقی شیئ من العلۃ یبقی الحکم ببقائہ، ھکذا ذکر شیخ الاسلام ابوبکر فی شرح سیر الاصل انتھی[۲]، وعن الفصول العمادیۃ ان دار الاسلام لا یصیر دار الحرب اذا بقی شیئ من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل الاسلام وعن منثور الامام ناصر الدین دار الاسلام انما

امام صاحب کے ہاں دار الحرب کا علاقہ اسلامی احکام وہاں جاری کرنے سے دار الاسلام بن جاتا ہے تو جب تک وہاں اسلامی احکام باقی رہیں گے وُہ علاقہ دار الاسلام رہے گا، یہ اس لئے کہ حکم جب کسی علت پر مبنی ہو تو جب تک علت میں سے کچھ پایا جائے تو اس کی بقاء سے حکم بھی باقی رہتا ہے جیسا کہ معروف ہے۔ ابوبکر شیخ الاسلام نے اصل (مبسوط) کے سیر کے باب کی شرح میں یونہی ذکر فرمایا ہے، اھ، فصول عمادیہ سے منقول ہے کہ دار الاسلام جب تک وہاں احکام اسلام باقی رہیں گے تو وُہ دار الحرب نہ بنے گا اگرچہ وہاں اہل اسلام کا غلبہ ختم ہوجائے، امام ناصر الدین کی منثور سے منقول ہے کہ دار الاسلام صرف اسلامی

---

[۱] درغرر | کتاب الجہاد | باب المستامن | مطبعہ احمد کامل مصر | ۱/ ۲۹۵

[۲] جامع الفصولین | الفصل الاول فی القضاء | اسلامی کتب خانہ کراچی | ص ۱۲

صارت دار الاسلام باجراء الاحکام فما بقیت علقۃ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام[1] وعن البرھان شرح مواھب الرحمٰن لا یصیر دار الحرب مادام فیه شیئ منها بخلاف دار الاسلام لانه یرجحنا اعلام الاسلام واحکامه اعلام کلمة الاسلام[2] وعن الدر المنتقی لصاحب الدر المختار ان دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام[3]

احکام جاری کرنے سے بنتا ہے تو جب تک وہاں اسلام کے متعلقات باقی ہیں تو وہاں اسلام کے پہلو کو ترجیح ہوگی۔ اور برہان شرح مواہب الرحمٰن سے منقول ہے کوئی علاقہ اس وقت تک دارالحرب نہ بنے گا جب تک وہاں کچھ اسلامی احکام باقی ہیں کیونکہ اسلامی نشانات کو اور کلمۂ اسلام کے نشانات کے احکام کو ہم ترجیح دیں گے دارالاسلام کا حکم اس کے خلاف ہے۔ صاحبِ درمختار کی المنتقٰی سے منقول ہے کہ دارالحرب میں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے دارالاسلام بن جاتا ہے۔ (ت)

شرح نقایہ میں ہے:

لاخلاف ان دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام فیها[4]۔

بلا اختلاف دارالحرب وہاں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے وہ دارالاسلام بن جاتا ہے (ت)

اور اسی میں ہے:

وقال شیخ الاسلام والامام الاسبیجابی ان الدار محکومة بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیها کما فی العمادی وغیرہ[5]۔

شیخ الاسلام اور امام اسبیجابی نے فرمایا: کسی بھی علاقہ میں کوئی ایک اسلامی حکم بھی باقی ہو تو اس علاقہ کو دارالاسلام کہا جائے گا، جیسا کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔ (ت)

پھر اپنے بلاد اور وہاں کے فتن وفساد کی نسبت فرماتے ہیں:

فالاحتیاط ان یجعل ھذه البلاد دار الاسلام والمسلمین وان کانت للملاعین والید فی الظاھر

احتیاط یہی ہے کہ یہ علاقہ دارالاسلام والمسلمین قرار دیا جائے، اگرچہ وہاں ظاہری طور پر شیطانوں کا

---

[1] الفصول العمادیة

[2] البرھان شرح مواھب الرحمٰن

[3] الدر المنتقی علی ہامش مجمع الانہر کتاب السیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۳۴

[4] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/۵۵۶

[5] " " " " " " " " " ۴/۵۵۷

لھؤلاء الشیٰطین ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظٰلمین و نجنا برحمتک من القوم الکٰفرین کما فی المستصفی وغیرہ[1]۔

قبضہ ہے، اے ہمارے رب! ہمیں ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما، جیساکہ مستصفی وغیرہ میں ہے (ت)

در غرر و تنویر الابصار و درمختار و مجمع الانہر وغیرہا میں کہ شرط اول کو صرف بلفظ اجرائے احکام الشرک سے تعبیر کیا وہاں بھی یہی مقصود کہ اُس ملک میں کلیۃً احکام کفر ہی جاری ہوں نہ یہ کہ مجرد جریان بعض کفر کافی ہے اگرچہ اُن کے ساتھ بعض احکام اسلام بھی اجرا پائیں۔

فی الحاشیۃ الطحطاویۃ علی الدرالمختار قولہ باجراء احکام اھل الشرک ای علی الاشتہار وان لایحکم فیہا بحکم اھل الاسلام ھندیۃ وظاھرہ انہ لو اجریت احکام المسلمین و احکام اھل الشرک لاتکون دارحرب انتہی[2]۔

درمختار کے حاشیہ طحطاوی میں ہے قولہ باجراء احکام اھل الشرک (اس کا قول کہ اہل شرک کے احکام کے اجراء سے دارالحرب بن جاتا ہے) سے مراد یہ ہے کہ وہاں اعلانیہ احکام شرک نافذ کئے جائیں اور اہل اسلام کا کوئی حکم بھی نافذ نہ ہو، ہندیہ میں یوں ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہاں احکام شرک اور احکام اسلام دونوں نافذ ہوں تو دارالحرب نہ ہوگا اھ۔ (ت)

اور اسی طرح حاشیہ شامیہ میں نقل کرکے مقرر رکھا۔

اقول وباللہ التوفیق والدلیل علٰی ذٰلک امران الاول قول محمد وھو الطراز المذھب انھا تصیر دارحرب عندالامام بشرائط ثلث احدھا اجراء احکام الکفار علٰی سبیل الاشتہار وان لایحکم فیھا بحکم الاسلام فانظر کیف زاد الجملۃ الاخیرۃ ولم یقتصر علی الاولٰی فلولم یفسر کلامھم بما ذکرنا لکان کلام الامام

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے) اس پر دلیل دو چیزیں ہیں، اوّل یہ کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی جو مذہب کے ترجمان ہیں ان کا یہ قول کہ وہ علاقہ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک تین شرطوں سے دارالحرب بنتا ہے ان میں سے ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور کوئی اسلامی حکم نافذ نہ ہو، تو غور کرو کہ اُنھوں نے آخری جملہ کیسے زائد فرمایا اور صرف پہلے جملہ پر اکتفانہ فرمایا، اگر فقہاء کا کلام ہمارے ذکر کردہ بیان سے واضح نہ بھی کیا جائے تو صرف

---

[1] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۶

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الجہاد فصل فی استیمان الکافر دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۴۶۰

قاضیا علیهم و ناهیك به قاضیا عدلاً فالثانی
ان هٰؤلاء العلماء هم الذین قالوا
فی دار الحرب انها تصیر دار الاسلام
باجراء احكام الاسلام فیها فاما ان تقولوا
ههنا ایضا انها تصیر دار الاسلام باجراء
بعض احكام الاسلام ولو مع جریان
بعض احكام الكفر فعلی هذا ترتفع
المباینة بین الدارین اذ كل دار تجری
فیها الحكمان مع استجماع بقیة
شرائط الحربیة تكون دار حرب
و اسلام جمیعا لصدق الحدین معًا
وكذا لواردت الخلوص والتمحض
فی كل الموضعین یعنی ان دار الحرب
ما یجری فیها احكام الشرك خالصة
ودار الاسلام ما یحكم فیها باحكام الاسلام
محضة فعلی هذا تكون دار التی
وصفناها لك واسطة بین الدارین
ولم یقل به احد، واما ان ترید
التمحض فی المقام الثانی دون
الاول فهذا یخالف ما قصده
الشارع من اعلاء الاسلام
ونص العلماء كثیرا من
الاحكام علی ان الاسلام
یعلو ولا یعلی، علی انه
یلزم ان تكون دور الاسلام

امام صاحب کا کلام ہی فیصلہ کُن ہے تجھے یہی فیصلہ کُن
کلام کافی ہے ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ یہی وُہ علمائے کرام ہیں
جنھوں نے دار الحرب کے متعلق فرمایا کہ وُہ دار الاسلام
بن جاتا جب اس میں اسلامی احکام جاری کیے جائیں'
تو اگر یہاں بھی وُہ بعض اسلامی احکام مراد لیں (جس طرح
کہ دار الحرب کے لئے کفار کے بعض احکام تم نے
مراد لئے) تو جب بعض اسلامی احکام کے ساتھ کچھ احکام کفار
ہوں گے تو اس سے دار الحرب اور دار الاسلام کے
درمیان فرق ختم ہو جائے گا، کیونکہ ان دونوں میں سے
ہر ایک میں دونوں قسم کے حکم پائے جائیں گے اگرچہ
کفار کے احکام زائد ہوں تو لازم آئے گا کہ ہر ایک
دار الحرب اور دار الاسلام بھی ہو کیونکہ دونوں پر ہر ایک
کی تعریف صادق آئے گی، اگر تم یہاں یہ مراد لو کہ ہر دار
میں اس کے تمام احکام وہاں نافذ ہوں اور ایک دوسرے
کے احکام سے خالی ہوں یعنی دار الحرب وُہ ہے جس میں تمام
احکام خالص کفر کے ہوں اور دار الاسلام وُہ ہے جس میں
خالص اسلامی احکام ہوں، تو اس سے لازم آئے گا
کہ جس دار کی بحث ہو رہی ہے وُہ دونوں داروں میں واسطہ
کہلائے گا یعنی وہ نہ دار الاسلام ہو نہ دار الحرب ہو حالانکہ
ایسے دار کا کوئی بھی قائل نہیں' اگر تم یہ مراد لو کہ ثانی یعنی
دار الاسلام میں تو خالص اسلامی ہوں اور دوسرے یعنی
دار الحرب میں خالص ہو نا ضروری نہیں تو اس سے شارع
کا مقصد اعلاءِ کلمہ اسلام اور اس کی ترجیح فوت ہو جائیگی
جو شارع کے مقصد کے خلاف ہے جبکہ علماء نے
بہت سے احکام "الاسلام یعلو ولا یعلیٰ" (اسلام

باسرها دور حرب على مذهب الصاحبين اذا اجرى فيها شئ من احكام الكفر اوحكم فيها بعض ما لم ينزل الله سبحٰنه وتعالٰى وهو معلوم مشاهد فى هذه الاعصار بل من قبلها بكثير حيث فشا التهاون فى فى الشرع الشريف وتقاعد الحكام عن اجراء احكامه وترقى اهل الذمة على خلاف مراد الشريعة عن ذل ذليل الى عز جليل واعطوا مناصب رفيعة ومراتب شامخة منيعة حتى استعلوا على المسلمين ورحم الله للقائل كما نقل المولى الشامى ؎

احبابنا نوب الزمان كثيرة
وامر منها رفعة السفهاء
فمتى يفيق الدهر من سكراته
وارى اليهود بذلة الفقهاء[1]

وكذلك ارتضى بعض الظلمة من حكام الجور بعض البدعات التى خرقها ائمة الكفر فاجروها فى بلادهم كتحليف الشهود و التزام المصادرات والمكوس ووضع الوظائف الباطلة على الاموال والنفوس الى غير ذلك من الاحكام الباطلة ويسلم هذا الامر الفظيع من اشنع الشنائع الهائلة توجب القول بان امراد

غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا) کے قاعدہ پر مبنی قرار دئے ہیں ، علاوہ ازیں یہ بھی لازم آئے گا کہ تمام دار الاسلام صاحبین کے مذہب پر دار الحرب قرار پائیں جبکہ ان میں کچھ احکام کفر پائے جاتے ہوں یا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے خلاف وہاں حکم نافذ پائے جاتے ہوں جیسا کہ آج کے دور میں مشاہدہ ہے بلکہ قبل ازیں بھی ایسا رہا ہے جب سے شریعت کے بارے میں سُستی ظاہر ہوئی اور مسلمان حکام نے شرعی احکام کے نفاذ سے رُوگردانی کر رکھی ہے ، اور ذمی حضرات کو ترقی ملی ہے کہ خلاف شرع ذلیل کی ذلت سے نکل کر بڑی عزت پا رہے ہیں جن کو مسلمان حکمرانوں نے بلند منصب اور محفوظ مراتب عطا کر رکھے ہیں یہاں تک کہ وہ مسلمانوں پر تعلّی کرنے لگے ہیں ، اللہ تعالیٰ ایک قائل پر رحم فرمائے جس کا کلام مولانا شامی نے نقل کیا ہے (شعر کا ترجمہ)

”دوستو ! زمانہ کے مصائب کثیر ہیں ، ان میں سے سخت ترین بیوقوف لوگوں کا اقتدار ہے ، تو کب زمانے کا نشہ ختم ہوگا جبکہ ملک یہودی بن کر فقہاء کی ذلّت گاہ بن چکا ہے ۔“

اور جیسا کہ بعض ظالم حکمرانوں نے کافر لیڈروں کی جاری کردہ کئی بدعات کو پسند کرتے ہوئے اپنے ملکوں میں جاری کر دیا مثلاً گواہوں سے حلف لینا ، اور ٹیکس ، چونگیاں اور لوگوں کے اموال اور نفوس پر باطل قسم کے محصولات لاگو کر دئے ، یہ پریشان کن بُرے معاملات مسلمان ملکوں میں ماننے پڑیں گے لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے مقام یعنی دار الحرب میں خالص مکمل احکام کفر ہوں اور دوسرے یعنی دار الاسلام میں ایسا نہ ہو جبکہ یہی مدعٰی ہے ، تو اس سے

[1] رد المحتار کتاب الجہاد دار احیاء التراث العربی بیروت ٣/ ٢٧٥

في المقام الاول هو الخلوص والتمحض
دون الثاني وهو المقصود وبهذا تبين
ان الدار التي تجري فيها الحكمان شئ
من هذا وشئ من هذا كدارنا هذه
لا تكون دار حرب على مذهب الصاحبين
ايضا لعدم تمحض احكام الشرك فمن
الظن ما عرض لبعض المعاصرين
من بناء نفي الحربية على الهند على
مذهب الامام فقط فتوهم انه لا يستقيم
على مذهب الصاحبين واخطأ الى تطويل
الكلام بما كان في غنى عنه واشد سخافة و
اعظم شناعة ما اعترى بعض اجلة المشاهير
من الذين ادركنا عصرهم اذ حاولوا نفي الحربية
عن بلادنا بناء على عدم تحقق الشرط الثاني
اعني الاتصال بدار الحرب ايضا فقالوا معنى
الاتصال ان تكون محاطة بدار الحرب من كل
جهة ولا تكون في جانب بلدة اسلامية وهو
غير واقع في بلاد الهند اذ جانبها الغربي متصل
بملك الافاغنة كفشاور وكابل وغيرهما من بلاد
دار الاسلام **اقول** ياليته تفكر في معنى الثغور
اونظر الى فضائل المرابطين فتأمل في معنى الرباط
او علم ان مكة والشام والطائف وارض
حنين وبني المصطلق وغيرها كانت دار حرب
على عهد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
مع اتصالها بدار الاسلام قطعا او فهم

واضح ہوگیا کہ وُہ دار جس میں دونوں قسم کے احکام کچھ کفر
کے اور کچھ اسلام کے پائے جائیں جیسا کہ ہمارا یہ ملک
ہے، صاحبین کے مذہب پر بھی دار الحرب نہ ہوگا کیونکہ
یہاں خالص محض احکام کفر نہیں ہیں تو ہمارے بعض
معاصرین کا یہ گمان کہ ہندوستان سے دار الحرب کی
نفی کی بنیاد صرف امام صاحب کا مذہب ہے، اس کا
وہم ہے کہ صاحبین کے مذہب پر درست نہیں ہے
اس نے طویل کلام کیا جبکہ اس کی ضرورت نہیں
تھی، کمزور ترین اور سب سے خطرناک موقف وُہ ہے
جو ہمارے زمانہ کے مشہور اجلہ حضرات کو لاحق ہُوا ہے
کہ انھوں نے ہمارے اس ملک سے دار الحرب کی
نفی کی بنیاد شرط ثانی یعنی کسی دار الحرب سے اتصال کے
نہ پائے جانے کو قرار دیا ہے اور انھوں نے اتصال کا
معنیٰ لیا ہے کہ چاروں طرف سے دار الحرب میں گھرا ہوا
ہو اور کسی طرف سے دار الاسلام سے نہ ملا ہُوا ہو
چونکہ اتصال کا معنیٰ ہندوستان میں نہیں پایا جاتا
لہٰذا یہ دار الحرب نہ ہوگا کیونکہ ہندوستان غربی جانب
سے افغانوں کے ملک پشاور اور کابل وغیرہ دار الاسلام
سے ملا ہُوا ہے **اقول** (میں کہتا ہوں کہ) کاش
وہ سرحدوں کے معنیٰ پر غور کرلیتے، یا اسلامی سرحدوں
کی نگرانی کی فضیلت کو دیکھتے ہوئے رباط کے معنی پر
غور کرلیتے یا یہ معلوم کرلیتے کہ مکّہ، شام، طائف، حنین
اور بنی مصطلق کے علاقے وغیرہا حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے ایک زمانہ میں دار الحرب تھے حالانکہ ان
سب کا دار الاسلام سے اتصال تھا، یا یہی سمجھ لیتے

8

ان الامام كلما فتح بلدة من بلاد الكفار
واجرى فيها احكام الاسلام صارت
دار الاسلام والتي تليها من البلاد تحت
حكم الكفار دار حرب كما كانت او تفطن ان
لو صح ما قاله لاستحال ان يكون
شئ من ديار الكفر دار حرب الا ان
يفصل بينها وبين الحدود الاسلامية
البحار والمفاوز ولم يقل به احد، و ذلك لانه
كلما حكمت على بلدة بانها دار حرب سألنا
عما يحيطها من البلاد فان كان فيها
من بلاد الاسلام كانت الاولى ايضا
دار الاسلام لعدم الاتصال بالمعنى المذكور
والا نقلنا الكلام الى ما يلاصقها حتى
ينتهي الى بلدة من بلاد الاسلام فتصير
كلها دار الاسلام لتلازق بعضها ببعض
او لا تكون في تلك الجهة بلدة اسلامية الى
منقطع الارض، وبالجملة ففساد هذا القول
اظهر من ان يخفى وانما
منشؤه القياس الفاسد و
ذلك ان الشرط عند الامام
في صيرورة بلدة من
دار الاسلام دار الحرب ان
لا تكون محاطة بدار
الاسلام من الجهات الاربع و ذلك لان
غلبة الكفار اذن على شرف الزوال فلا تخرج به

کہ مسلمان امام جب کفار کے کسی علاقہ کو فتح کر کے وہاں
اسلامی احکام جاری کر دیتا تو وہ علاقہ دار الاسلام بن جاتا
ہے جبکہ اس سے متصل باقی علاقے جو کفار کے قبضہ
میں بدستور ابھی تک موجود ہیں وہ پہلے کی طرح دار الحرب
ہیں، یا ان کو سمجھ آتی کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اگر صحیح ہو تو
پھر دنیا بھر میں کوئی بھی دار کفر اس وقت تک دار الحرب
نہ کہلائے جب تک ان میں اور دار الاسلام میں سمندروں
اور بیابانوں کا فاصلہ نہ ہو، حالانکہ کوئی بھی دار الحرب کے
اس معنیٰ کا قائل نہیں ہے، یہ اس لئے کہ جب آپ کسی
ملک کو دار الحرب کہیں گے تو ہم استفسار کریں گے
کہ اس کے ارد گرد کن ملکوں کا احاطہ ہے اگر کوئی بھی ان
میں سے دار الاسلام ہو تو پہلا ملک (دار الحرب) بھی
دار الاسلام قرار پائے کیونکہ وہ اتصال جو دار الحرب کا
معیار ہے وہ نہ پایا گیا، ورنہ اگر ارد گرد اسلامی ملک
نہ ہو تو پھر ہم اس سے ملنے والے دوسرے ملک کی
بابت معلوم کریں گے حتی کہ ملتے ملاتے کوئی دار الاسلام
پایا گیا تو یہ درمیان والے تمام ملک دار الاسلام
ہو جائیں گے کیونکہ ان ملکوں کا آپس میں ایک دوسرے
سے اتصال ہو گیا ہے، یا پھر یہ تسلیم کیا جائے کہ اس
جہت میں کرۂ ارض میں کوئی بھی دار الاسلام نہیں۔ بخلاصہ
یہ ہے کہ دار الحرب کے اس معیار والے قول کا فساد
واضح ہے جس میں کچھ بھی خفا نہیں ہے، اس کی بنیاد
یہ فاسد قیاس ہے کہ امام صاحب کے نزدیک کسی دار الاسلام
کے دار الحرب بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ چاروں اطراف
سے وہ ملک دار الاسلام میں گھرا ہوا نہ ہو کیونکہ اگر وہ

البلدة عن دار الاسلام فزعم ان شرط الحربية ان تکون محاطة بدار الحرب من جمیع الجوانب وما افسدہ من قیاس کما لایخفی عما افاد الناس۔

گھرا ہُوا ہو تو اس دار الحرب میں کفار کا غلبہ معرضِ سقوط میں رہے گا تو یُوں وہ دار الاسلام سے خارج نہ رہے گا، لہذا انھوں نے خیال کرلیا کہ کسی ملک کے حربی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وُہ چاروں طرف سے حربی ملکوں میں گھرا ہُوا ہو، یہ قیاس نہایت ہی فاسد ہے جو عوام الناس کے لئے بھی مخفی نہیں۔ (ت)

الحاصل ہندوستان کے دار الاسلام ہونے میں شک نہیں عجب ان سے جو تحلیل ربٰو کے لئے (جس کی حرمت نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت اور کیسی کیسی سخت وعیدیں اُس پر وارد) اس ملک کو دار الحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت و استطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں گویا یہ بلاد اسی دن کے لئے دار الحرب بنے تھے کہ مزے سے سود کے لطف اُڑائیے اور بآرام تمام وطن مالوف میں بسر فرمائیے استغفر اللہ، افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض[1] (میں اللہ تعالٰی سے مغفرت چاہتا ہُوں، تو کیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ ت) اللہ سبحٰنہ و تعالٰی فرماتا ہے سُود کھانے والے قیامت کو آسیب زدہ کی طرح اُٹھیں گے[2] یعنی مجنونانہ گرتے پڑتے بدحواس۔

اور حضور پُرنور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے کچھ لوگ ملاحظہ فرمائے کہ پیٹ ان کے پھُول کر مکانوں کے برابر ہوگئے ہیں اور مثل شیشہ کے ہیں کہ اندر کی چیز نظر آتی ہے سانپ بچھو ان میں بھرے ہیں، میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؛ جبریل نے عرض کیا، سُود کھانے والے[3]۔

جب تحریم ربٰو کی آیت نازل ہوئی بعض مسلمانوں نے کہا: جو سُود ہمارا نزولِ آیت سے پہلے کا رہ گیا ہے وُہ لے لیں آئندہ باز رہیں گے، حکم آیا اگر نہیں مانتے تو اعلان کردو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا[4]۔

سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سُود خور پر لعنت کی[5]۔

مولٰی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سُود خور پر لعنت فرماتے سُنا[6]، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں، سُود کے ستّر ٹکڑے ہیں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے[7]۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۵ [2] القرآن الکریم ۲/ ۲۷۵ [3] سنن ابن ماجہ، باب التغلیظ فی الربا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵
[4] " " ۲/ ۲۷۹ [5] صحیح مسلم، باب الربا، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۷ [6] مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۱/ ۱۵۸
[7] سنن ابن ماجہ، باب التغلیظ فی الربا، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵ و مشکوٰۃ المصابیح باب الربا، مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۴۶

اور ایک حدیث میں آیا، سُود کا ایک درم دانستہ کھانا ایسا ہے جیسا چھتیس[۳۶] بار اپنی ماں سے زنا کرنا[1]۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جواب سوال دوم

نصارٰی باعتبار حقیقت لغویہ از انجا کہ قیام مبدء مستلزم صدق مشتق ہے بلا شُبہہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل بہ تثلیث و بنوت ہیں یُوں ہی اسی طرح وُہ یہود جو الوہیت و ابنیت عزیر علیہ الصلٰوۃ والسلام کے قائل تھے مگر کلام اس میں ہے کہ حق تبارک وتعالٰی نے کتب آسمانی کا اجلال فرما کر یہود و نصارٰی کے احکام کو احکام مشرکین سے جُدا کیا اور اُن کا نام اہلِ کتاب رکھا اور ان کے نساء و ذبائح کو حلال و مباح ٹھہرایا آیا نصارٰی زمانہ بھی کہ الوہیتِ عبداللہ مسیح بن مریم علیہما الصلٰوۃ والسلام کی علی الاعلان تصریح اور وہ یہود جو مثل بعض طوائف ماضیہ الوہیت بندۂ خدا عزیر علیہ الصلٰوۃ والسلام کے قائل ہوں اُنھیں میں داخل اور اس تفرقہ کے مستحق ہیں یا ان پر شرعاً یہی احکام مشرکین جاری ہوں گے اور اُن کی نساء سے تزوج اور ذبائح کا تناول ناروا ہوگا۔ کلماتِ علماء کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین اس بارے میں مختلف، بہت مشائخ نے قولِ اخیر کی طرف میل فرمایا، بعض علماء نے تصریح کی کہ اسی پر فتوٰی ہے، مستصفٰی میں ہے:

قالوا ھذا یعنی الحل اذا لم یعتقدوا المسیح الٰھا اما اذا اعتقدوہ فلا وفی مبسوط شیخ الاسلام ویجب ان لایأکلوا ذبائح اھل الکتاب اذا اعتقدوا ان المسیح الٰہ وان عزیر الٰہ ولا یتزوّجوا نساءھم وقیل علیہ الفتوٰی[2]

علماء نے فرمایا کہ ان کا ذبیحہ تب حلال ہوگا کہ وُہ عیسٰی علیہ السلام کو الٰہ نہ مانتے ہوں، لیکن اگر وُہ ان کو الٰہ مانتے ہوں تو پھر حلال نہ ہوگا، اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ اس صورت میں نہ کھائیں جب وہ مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہوں اور اندریں صورت ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہ کریں، اسی پر فتوٰی کہا گیا ہے۔ (ت)

ان علماء کا استدلال آیۂ کریمہ قالت الیھود عزیر ن ابن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ (یہود نے کہا عزیر ابن اللہ اور نصارٰی نے کہا مسیح ابن اللہ۔ ت) سے ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد پایا سبحٰنہ و تعالٰی عما یشرکون[3] (وہ پاک ذات ہے اور جو انھوں نے اس کا شریک بنایا اللہ تعالٰی اس سے بلند وبالا ہے۔ ت)

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح مجتبائی دہلی ص ۲۴۶ و مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۵/ ۲۲۵ و الترغیب والترہیب مصر ۳/ ۴
[2] فتح القدیر بحوالہ المستصفٰی کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵
[3] القرآن الکریم ۹/ ۳۱

دیکھو اول اُن کے اقوال خبیثہ یاد فرما کر آخر اُن کے شرک سے اپنی نزاہت و تبری بیان فرمائی تو معلوم ہُوا کہ قائلین بنوت مشرکین ہیں مگر ظاہر الروایۃ میں ان پر علی الاطلاق حکم کتابیت دیا اور اُن کے ذبائح و نساء کو حلال ٹھہرایا ، درمختار میں ہے :

صح نکاح کتابیۃ وان کرہ تنزیھا مؤمنۃ بنبی مرسل مقرۃ بکتاب منزل وان اعتقدوا المسیح الٰھا وکذا حل ذبیحتھم علی المذھب بحر انتھی[1]۔

کتابیہ عورت سے نکاح صحیح ہے اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ وُہ عورت کسی مرسل نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی منزل من اللہ کتاب کا اقرار کرتی ہو اگرچہ عمومی طور پر وہ نصارٰی عیسٰی علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہوں یونہی ان کا ذبیحہ بھی مذہب میں حلال ہے ، بحر ، اھ۔ (ت)

ردالمحتار میں بحرالرائق سے منقول ہے :

وحاصلہ ان المذھب الاطلاق لما ذکرہ شمس الائمۃ فی المبسوط من ان ذبیحۃ النصرانی حلال مطلقا سواء قال بثالث ثلثۃ اولا لاطلاق الکتاب ھنا وھو الدلیل ورجحہ فی فتح القدیر[2] الخ۔

حاصل یہ ہے کہ مذہب میں اطلاق ہے کیونکہ شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط میں یہ ذکر کیا ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ مطلقاً حلال ہے وہ عیسٰی علیہ السلام کے متعلق ثالث ثلثۃ کا قول کریں یا نہ کریں کیونکہ کتاب اللہ کا یہاں اطلاق ہے اور یہی دلیل ہے ، اس کو فتح القدیر میں ترجیح دی ہے الخ (ت)

مستصفٰی میں عبارت مذکورہ کے بعد مبسوط سے ہے :

لکن بالنظر الی الدلائل ینبغی ان یجوز الاکل والتزوج[3] انتھی۔

لیکن دلائل کو دیکھتے ہُوئے یہی مناسب قول ہے کہ ان کا ذبیحہ کھانا اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے انتہی ۔ (ت)

فتاوٰی حامدیہ میں ہے :

مقتضی الدلائل الجواز کما ذکرہ التمرتاشی فی فتاواہ[4] الخ۔

دلائل کا مقتضٰی یہی ہے کہ جائز ہے جیسا کہ اسے تمرتاشی نے اپنے فتاوٰی میں ذکر کیا ہے الخ (ت)

---

[1] درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۹

[2] ردالمحتار " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۹

[3] فتح القدیر بحوالہ المستصفٰی کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۱۳۵

[4] العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ کتاب الذبائح ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/۲۳۲

ردالمحتار میں ہے :

فی المعراج ان اشتراط ماذکر فی النصارٰی مخالف لعامۃ الروایات[1]

معراج میں ہے کہ نصارٰی کے مذکورہ شرائط عام روایات کے مخالف۔ (ت)

امام محقق علی الاطلاق مولٰنا کمال الملۃ والدین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر میں اس مذہب کی ترجیح اور دلیل مذکور مذہب اول کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں :

مطلق لفظ المشرك اذا ذکر فی لسان الشارع لاینصرف الی اھل الکتاب وان صح لغۃ فی طائفۃ بل طوائف واطلق لفظ الفعل اعنی یشرکون علی فعلھم کما ان من رأی بعملہ من المسلمین فلم یعمل الا لاجل زید یصح فی حقہ انہ مشرك لغۃ ولایتبادر عند اطلاق الشارع لفظ المشرك ارادتہ لما عھد من ارادتہ بہ من عبد مع اللہ غیرہ ممن لایدعی اتباع نبی وکتاب ولذلك عطفھم علیہ فی قولہ تعالٰی لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین منفکین ونص علی حلھم بقولہ تعالٰی والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ای العفائف منھن[2] الی اٰخر ما اطال واطاب کما ھو دابہ رحمہ اللہ تعالٰی۔

لفظِ مشرک جب مطلق ذکر کیا جائے تو شرعی اصطلاح میں اہل کتاب کو شامل نہ ہوگا اگرچہ لُغت کے لحاظ سے اہل کتاب کے کسی گروہ یا کئی گروہوں پر اس کا اطلاق صحیح ہے، اہل کتاب کے فعل پر صیغہ یشرکون کا اطلاق ایسے ہے جیسے کسی مسلمان ریاکار کے اس عمل پر جس کو مثلاً زید کی خوشنودی کے لئے کر رہا ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ لغت کے لحاظ سے مشرک ہے، شرعی اصطلاح میں مطلقاً لفظ مشرک کا استعمال صرف اس شخص کے لئے متبادر ہوتا ہے جو کسی نبی اور کتاب کی اتباع کے دعوٰی کے بغیر اللہ تعالٰی کی عبادت میں غیر کو شریک کرے اسی لئے اہل کتاب پر مشرکین کا عطف اللہ تعالٰی کے اس قول "لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین منفکین" میں کیا گیا ہے اور اللہ تعالٰی کے اس قول "والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب" میں کتابیہ عورتوں کے حلال ہونے پر صراحتًا نص فرمائی گئی ہے یعنی اہل کتاب کی عفیف عورتیں حلال ہیں، ابن ہمام کے طویل اور طیب قول کے آخر تک، جیساکہ ان کی عادت ہے، اللہ تعالٰی ان پر رحمت فرمائے۔ (ت)

بالجملہ محققین کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہود و نصارٰی مطلقاً اہل کتاب ہیں اور ان پر احکام مشرکین جاری نہیں

---

[1] ردالحتار کتاب الذبائح داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۸۸

[2] فتح القدیر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

اقول وکیف لا وقد علم اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ انھم یقولون بثالث ثلٰثۃ حتی نہاھم عن ذٰلک وقال انتھوا خیرا لکم[1] وانّ ھم یقولون ان المسیح الٰہ حتی قال لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم[2] بل بالوھیۃ امہ ایضا حتی یسألہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یوم القیٰمۃ یٰعیسٰی ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ[3] و انھم مصرحون بالبنوۃ حتی نقل عنھم قالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصٰرٰی المسیح ابن اللہ[4] ومع ذٰلک فرق بینھم وبین المشرکین فقال والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم[5]، وقال طعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم[6] وقال لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ[7] فارشد بالعطف الی التغایر فالمولٰی سبحٰنہ وتعالیٰ

اقول (میں کہتا ہوں) یہ کیسے مراد نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ علیم ہے کہ نصارٰی ثالث ثلٰثہ کہتے ہیں حتی کہ ان کو اس سے منع بھی فرمایا اور فرمایا اس سے باز آؤ تمہارے لئے بہتر ہے اور وُہ علیم ہے کہ نصارٰی کہتے ہیں مسیح الٰہ ہے، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم، بلکہ وُہ ان کی والدہ کو بھی الٰہ کہتے ہیں حتی کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عیسٰے علیہ السلام سے سوال فرمائے گا یا عیسٰی انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ، اور وُہ علیم ہے کہ یہ لوگ عیسٰے علیہ السلام کے بیٹا ہونے کی تصریح کرتے ہیں حتی کہ ان سے نقل فرمایا قالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصارٰی المسیح ابن اللہ، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب اور مشرکین میں فرق بیان فرمایا، اور ارشاد فرمایا: تمہارے لئے حلال ہیں پارسا عورتیں ان میں جن کو تم سے پہلے کتاب ملی، اور فرمایا جن کو کتاب دی گئی (اہلِ کتاب) ان کا طعام تمہارے لئے حلال ہے جس کو یوں فرمایا، طعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم، اور فرمایا، لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ، واضح دلیل آنے تک کافر لوگوں میں سے اہلِ کتاب اور مشرک

---

[1] القرآن الکریم ۴/۱۷۱
[2] ؍؍ ؍؍ ۵/۱۷، ۷۲
[3] ؍؍ ؍؍ ۵/۱۱۶
[4] ؍؍ ؍؍ ۹/۳۰
[5] ؍؍ ؍؍ ۵/۵
[6] ؍؍ ؍؍ ۵/۵
[7] ؍؍ ؍؍ ۹۸/۱

اعلم بمذاهبهم واعلم بما یشرع من
الاحکام فله الحکم وله الحجة السامية
لا اله الا هو سبحنه وتعالٰی عما یشرکون[1]
حتی ترقی بعض المشائخ فجوز
نکاح الصابئات ایضًا ان کن یدن
بکتاب منزل ویؤمن بنبی مرسل وان
عبدن الکواکب وصرح انها لا تخرجهم عن
الکتابیة وهو الذی یعطیه ظاهر کلام
الامام المحقق برهان الملة والدین
المرغینانی فی الهدایة حیث رتب
عدم حل النکاح علی امرین عبادة
الکواکب وعدم الکتاب وتبعه العلامة
ابو عبد الله محمد بن عبد الله
الغزی فی التنویر فقال لا عابدة
کوکب لا کتاب لها[2] فاشار بمفهوم
المخالف الی انها ان کان
لها کتاب حل نکاحها مع
عبادتها الکواکب فان
قلت الیس قد تکلم فیه
المولی زین بن نجیم
فی البحر فقال الصحیح انهم
ان کانوا یعبدونها یعنی

جدا نہ ہوں گے، تو اس آیۂ کریمہ میں دونوں میں عطف
کے ذریعہ تغایر کی رہنمائی فرمائی، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ
ان کے مذاہب کو بہتر جانتا ہے اور احکام کی مشروعیت
کو بہتر جانتا ہے، تو حکم اسی کا ہے اور بلند و بالا حجت
اسی کی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس کو
انھوں نے شریک بنایا اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا
ہے اور بعض مشائخ نے اسی پر ترقی کرتے ہوئے صابی
عورتوں سے نکاح کو بھی جائز قرار دیا بشرطیکہ وہ کسی
دین کی آسمانی کتاب اور کسی نبی پر ایمان رکھتی ہوں اگرچہ
وہ ستاروں کی پجاری ہوں اور انھوں نے یہ تصریح
کی ہے کہ ستاروں کی پوجا ان کو کتابیہ ہونے سے خارج
نہیں کرتی، یہ وہ نظریہ ہے جو امام محقق برہان الملۃ
والدین مرغینانی کی کتاب ہدایہ کے ظاہر کلام سے
ملتا ہے، جہاں انھوں نے نکاح کے عدمِ جواز کو
دو چیزوں پر مرتب کیا ایک ستاروں کی پوجا اور دوسری
کتاب کا نہ ہونا، اور اس کی علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ
غزی نے تنویر میں اتباع کرتے ہوئے فرمایا کہ ستاروں
کی پوجا نہ کرتی ہو اور اس کی کتاب بھی نہ ہو۔ تو اس عبارت
کے مفہوم مخالف سے یہ اشارہ دیا کہ اگر اس کی کتاب ہو
تو نکاح جائز ہے اگرچہ وہ ستاروں کی پوجا کرتی ہو۔ اگر
تیرا اعتراض ہو کہ اس مسئلہ میں مولانا زین بن نجیم نے کیا
گفتگو کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے

---

[1] القرآن الکریم ۹/۳۱
[2] درمختار شرح تنویر الابصار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۹

الکواکب حقیقة فلیسوا اھل الکتاب و
ان کانوا یعظمونھا کتعظیم المسلمین
للکعبة فھم اھل الکتاب کذا فی
المجتبٰی[1] انتھی فیستفاد منه ان الصحیح
مباینة الکتابیة لعبادة غیراللّٰه سبحانه
وتعالٰی فلا یجتمعان ابدا و یتجه ما مال
الیه کثیر من المشائخ فی حق اولٰئک
الیھود والنصارٰی انھم مشرکون
حقا حتی قیل ان علیه الفتوٰی
قلت و باللّٰه التوفیق ھٰھنا فرق دقیق
ھو ان قضیة العقل ھی المباینة
القطعیة بین الکتابیة وعبادة غیراللّٰه
سبحانه وتعالٰی فانھا ھی الشرك حقا
والکتابی غیر مشرك عند الشرع فکل
من رأیناه یعبد غیر الحق جل وعلا
حکمنا علیه انه مشرك قطعا وان کان
یقر بکتب وانبیاء علیھم الصلٰوة و
السلام ولکنا خالفنا ھذہ القضیة
فی الیھود والنصارٰی بحکم النص فانا وجدنا
القراٰن العظیم یحکی عنھم ما یحکی
من العقائد الخبیثة ثم یحکم علیھم بانھم
اھل الکتاب ویمیزھم عن المشرکین فوجب
التسلیم لورود النص بخلاف الصابئة اذ

کہ اگر یہ لوگ حقیقۃً ستاروں کی عبادت کرتے ہوں تو
یہ اہلِ کتاب نہ ہوں گے اور اگر وہ صرف ستاروں کی
تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ مسلمان کعبہ کی تعظیم کرتے ہیں
تو پھر یہ اہلِ کتاب ہیں، مجتبٰی میں یونہی ہے اھ، تو
اس بیان کا مفاد یہ ہے کہ کتابیہ اور غیر اللہ کی عبادت
والی ایک دوسرے سے الگ ہیں دونوں کا اجتماع
نہیں ہوسکتا تو اب اس سے بہت سے مشائخ کا
ان یہود و نصارٰی کے متعلق یہ نظریہ قابلِ توجہ
قرار پایا کہ یہ لوگ حقیقی مشرک ہیں حتی کہ بعض نے اسی
پر فتوٰی کا قول کیا ہے۔ **قلت** (میں کہتا ہوں) اللہ
تعالٰی کی توفیق سے، کہ یہاں ایک باریک فرق ہے وُہ
یہ کہ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ کتابیہ اور غیر اللہ کی عبادت
کرنے والی عورت ایک دوسرے سے قطعًا جُدا ہیں،
کیونکہ غیر اللہ کی عبادت قطعًا شرک ہے جبکہ بشرعًا
کتابیہ غیر مشرک ہے لہذا جس کو بھی غیر اللہ کی عبادت
کرنے والا پائیں گے ہم اس کو قطعًا مشرک کہیں گے اگرچہ
وہ کتب اور انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا اقرار کرے
لیکن ہم نے اس عقلی کلیہ کا خلاف یہود و نصارٰی میں نص
کے حکم پر مانا ہے کہ ہم نے قرآن کو ان کے عقائد خبیثہ
کی حکایت کرنے کے باوجود یہ حکم کرتے ہوئے پایا کہ
یہ اہلِ کتاب ہیں، اور یہ کہ قرآن ان میں اور مشرکین میں
امتیاز بھی کرتا ہے لہذا نص کے وارد ہونے پر اس کو
تسلیم کرنا واجب ہے بخلاف صابیہ عورت کے کہ اس کے

---

[1] بحرالرائق کتاب النکاح فصل فی المحرمات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۱۰۴

لم یرد فیهم مثل ذلك فلو یجز قیاسهم
علٰی هٰؤلاء ولا الخروج عن قضیة العقل
فی بابهم، والحاصل ان کتابیة القائلین
بالبنوة والوهیة الغیر من الیهود والنصارٰی
واردة فیما احسب علٰی خلاف القیاس فیقصر
علی المورد، وبهذا تبین ان ما قاله
ذلك البعض من المشایخ ان عبادة
الکواکب لا تخرج الصابئة عن الکتابیة
قول مهجور وان کلام الهدایة والتنویر
غیر محمول علٰی ظاهره وان الحق مع
العلامة صاحب البحر فی تصحیحه
اشراکهم ان کانوا یعبدون الکواکب
وانه لاتنافی بین تصحیحه هذا و
قوله سابقًا فی اولٰئك الیهود والنصارٰی
ان المذهب الاطلاق وان قالوا
بثالث ثلثة وبه ظهر ان انتصار
العلامة عمر بن نجیم فی النهر
والمولٰی محمد بن عابدین فی
رد المحتار لذلك البعض من المشایخ
بان ما مر من حل النصرانیة و
ان اعتقدت المسیح الٰها یؤید
قول بعض المشایخ[1] انتهٰی مبنی
علی الذهول عن هذا الفرق
فاغتنم تحریر هذا المقام فقد زلت فیه اقدام
والحمد لله ولی الانعام۔

متعلق ایسی کوئی نص نہیں ہے اس لئے صابی لوگوں
کو ان یہود و نصارٰی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور
نہ ہی ان کے بارے میں عقلی کلیہ کو ترک کیا جائے گا،
خلاصہ یہ کہ یہود و نصارٰی کتابی لوگ جو بنوت کے قائل
ہونے کے باوجود غیر اللہ کی الوہیت کے قائل ہیں کو
اہل کتاب ماننا میرے خیال میں خلافِ قیاس ہے لہذا
یہ حکم اپنے مورد میں ہی محفوظ رہے گا جس پر کسی اور کو
قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس سے ان بعض مشائخ کا
یہ نظریہ کہ ستاروں کی پوجا صابیہ عورت کو کتابیہ سے
جدا نہیں کرتی، واضح طور پر متروک قرار پاتا ہے اور
یہ بھی واضح ہوگیا کہ ہدایہ اور تنویر کا کلام ظاہری معنٰی
پر محمول نہیں ہے اور صاحب بحر کا کلام حق ہے کہ صابی
لوگ اگر ستاروں کی پوجا کرتے ہیں تو وُہ مشرک ہیں جس
کی انھوں نے تصحیح کی ہے، اس سے یہ بھی واضح ہوا
کہ بحر کی اس تصحیح اور اس کے پہلے قول کہ یہود و نصارٰی
کا اہل کتاب ہونا علی الاطلاق مذہب ہے اگرچہ
وہ ثالث ثلٰثہ کے قائل ہیں میں تضاد نہیں ہے اور اسی سے یہ بات
بھی واضح ہوگئی کہ علامہ عمر ابن نجیم کا نہر میں اور علامہ
محمد بن عابدین کا رد المحتار میں مذکور بیان کہ نصرانی عورت
اگرچہ مسیح علیہ السلام کو الٰہ ہونے کا عقیدہ رکھے تب
بھی اس سے نکاح حلال ہے کو ان بعض مشائخ کی
تائید ماننا الخ اس فرق سے ذہول پر مبنی ہے، اس تحریر کو
غنیمت سمجھو، کیونکہ اس میں بہت سے قدم پھسلے ہیں،
نعمتوں کے مالک اللہ تعالٰی کے لئے ہی حمد
ہے۔ (ت)

[1] رد المحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۰

مگر تاہم جبکہ علماء کا اختلاف ہے اور اُس قول پر فتوٰی بھی منقول ہوچکا تو احتیاط اسی میں ہے کہ نصارٰی کی نساء و ذبائح سے احتراز کرے، اور آج کل بعض یہود بھی ایسے پائے جاتے ہوں جو عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابنیت مانیں تو اُن کے زن و ذبیحہ سے بھی بچنا لازم جانیں کہ ایسی جگہ اختلافِ ائمہ میں پڑنا محتاط آدمی کا کام نہیں، اگر فی الواقع یہ یہود و نصارٰی عند اللہ کتابی ہی ہُوئے تاہم اُن کی عورتوں سے نکاح اور اُن کے ذبیحہ کے تناول میں ہمارے لئے کوئی نفع نہیں، نہ شرعًا ہم پر لازم کیا گیا، نہ بحمد اللہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ بر تقدیر کتابیت بھی علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بے ضرورت احتراز چاہئے،

فی الفتح القدیر یجوز تزوج الکتابیات و الاولٰی ان لایفعل ولا یأکل ذبیحتھم الا للضرورۃ[1] الخ

فتح القدیر میں ہے کتابیات سے نکاح جائز ہے، اور اولٰی یہ ہے کہ نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ بغیر ضرورت کھایا جائے الخ (ت)

اور اگر انھیں علماء کا مذہب حق ہوا اور یہ لوگ بوجہ اپنے اعتقادوں کے عند اللہ مشرک ٹھہرے تو پھر زنائے محض ہوگا اور ذبیحہ حرام مطلق والعیاذ باللہ تعالٰی، تو عاقل کا کام نہیں کہ ایسا فعل اختیار کرے جس کی ایک جانب نامحمود ہو اور دوسری جانب حرام قطعی، فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ بتوفیق الٰہی مجمع الانہر میں اسی مضمون کی تصریح دیکھی،

حیث قال فعلٰی ھذا یلزم علی الحکام فی دیارنا ان یمنعوھم من الذبح لان النصارٰی فی زماننا یصرحون بالابنیۃ قبحھم اللہ تعالٰی وعدم الضرورۃ متحقق و الاحتیاط واجب لان فی حل ذبیحتھم اختلاف العلماء کما بیناہ فالاخذ بجانب الحرمۃ اولٰی عند عدم الضرورۃ[2] انتھی، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جہاں انھوں نے فرمایا کہ اس بناء پر ہمارے ملک کے حکام پر لازم ہے کہ وُہ لوگوں کو نصارٰی کے ذبیحہ سے منع کریں کیونکہ ہمارے زمانہ کے نصارٰی عیسٰی علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں، جبکہ ضرورت بھی متحقق نہیں ہے تو احتیاط واجب ہے کیونکہ ان کے ذبیحہ میں علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو حرمت والی جانب اپنانا بہتر ہے جبکہ ضرورت نہیں ہے اھ، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (ت)

---

[1] فتح القدیر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۲۸

جواب سوال سوم

فی الواقع جو بدعتی ضروریاتِ دین میں سے کسی شیَ کا منکر ہو باجماعِ مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اُس کی سجدے میں ایک ورق ہوجائے، بدن اُس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے، واللہ ہرگز ہرگز کچھ مقبول نہیں جب تک حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُن تمام ضروری باتوں میں جو وُہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے، ضروریاتِ اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو اُن میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نوسو ننانوے ۹۹۹ کا، آج کل جس طرح بعض بد دینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ بات بات پر کفر و شرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج کہتے ہُوئے مطلق نہیں ڈرتے حالانکہ مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں: فقد باء بہ احدھما[1] (ان دونوں میں سے ایک نے یہ حکم اپنے اوپر لاگو کیا۔ ت) یونہی بعض مداہنوں پر یہ بلا ٹوٹی ہے کہ ایک دشمنِ خدا سے صریح کلماتِ توہین آقائے عالمیان حضور پُرنور سید المرسلین الکرام صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اور ضروریاتِ دین کا انکار سُنتے جائیں اور اُسے سچا پکا مسلمان بلکہ اُن میں کسی کو افضل العلماء کسی کو امام الاولیاء مانتے جائیں یہ نہیں جانتے یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے کہ اگر انکارِ ضروریات بھی کفر نہیں، تو عزیزو! بُت پرستی میں کیا زہر گھل گیا ہے، وُہ بھی آخر اسی لئے کفر ٹھہری کہ اول ضروریاتِ دین یعنی توحیدِ الٰہی جل وعلا کے خلاف ہے، کہتے ہیں وُہ کلمہ گو ہے نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے ایسے ایسے مجاہدے کرتا ہے ہم کیونکر اسے کافر کہیں اُن لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعالِ اسلام ادا کرے با اینہمہ دو خدا مانے شاید جب بھی کافر نہ کہیں گے مگر اس قدر نہیں جانتے کہ اعمال تو تابع ایمان ہیں پہلے ایمان تو ثابت کرلو تو اعمال سے احتجاج کرو۔ ابلیس کے برابر تو یہ مجاہدے کاہے کو ہُوئے پھر اس کے کیا کام آئے جو اُن کے کام آئیں گے، آخر حضور اقدس صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کی کثرتِ اعمال اس درجہ بیان فرمائی کہ،

تحقرون صلوٰتکم مع صلوٰتھم وصیامکم مع صیامھم[2] اوکما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ان کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور اُن کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے، جیسا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے (ت)

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۱
صحیح مسلم کتاب الایمان " " " ۱/ ۵۷

[2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب من رایا بقراۃ القرآن الخ " " " ۲/ ۷۵۶

پھر ان کے دین کا بیان فرمایا کہ:

یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ[1] — دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔(ت)

رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا ایمان کے لئے کافی نہیں، منافقین تو خوب زور وشور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ ان کے لئے فی الدرک الاسفل من النار[2] (جہنم کی نچلی تہہ میں۔ت) کا فرمان ہے والعیاذ باللہ۔

الحاصل ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ بعد انکار ضروریات کہاں، مثلاً:

(۱) جو رافضی اس قرآن مجید کو جو بفضل الٰہی ہمارے ہاتھوں میں موجود ہمارے دلوں میں محفوظ ہے، عیاذاً باللہ بیاض عثمانی بتائے اُس کے ایک حرف یا ایک نقطہ کی نسبت صحابہ یا اہلسنت یا کسی شخص کے گھٹانے یا بڑھانے کا دعوٰی کرے۔

(۲) یا احتمالاً کہے شاید ایسا ہُوا ہو۔

(۳) یا کہے مولٰی علی یا باقی ائمہ یا کوئی غیر نبی انبیاء سابقین علیہم الصلٰوۃ والسلام سے افضل ہیں۔

(۴) یا مسئلہ خبیثہ ملعونہ بدا کا قائل ہو یعنی کہے باری تعالٰی کبھی ایک حکم سے پشیمان ہو کر اُسے بدل دیتا ہے۔

(۵) یا کہے ایک وقت تک مصلحت پر اطلاع نہ تھی جب اُسے اطلاع ہوئی حکم بدل دیا تعالٰی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا۔

(۶) یا دامن عفت مامن طیب اطیب اعطر اطہر کنیزان بارگاہ طہارت پناہ حضرت ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلے اللہ تعالٰی علٰی زوجہا الکریم وابیہا وعلیہا وبارک وسلم کے بارے میں اُس افک مبغوض مغضوب ملعون کے ساتھ اپنی ناپاک زبان آلودہ کرے۔

(۷) یا کہے احکام شریعت حضرات ائمہ طاہرین کو سپرد تھے جو چاہتے راہ نکالتے جو چاہتے بدل ڈالتے۔

(۸) یا کہے مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے بعد ائمہ طاہرین پر وحی شریعت آتی رہی۔

(۹) یا کہے ائمہ میں سے کوئی شخص حضور پُرنور مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا ہم پلّہ تھا۔

(۱۰) یا کہے حضرات کریمین امامین شہیدین رضی اللہ تعالٰے عنہما حضور پُرنور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے افضل ہیں کہ ان کی سی ماں حضور کی والدہ کب تھیں اور اُن کے سے باپ حضور کے والد کہاں تھے اور اُن کے سے

---

[1] صحیح بخاری — کتاب فضائل القرآن — باب من رایا القرآن الخ — قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۵۶

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۴۵

نانا حضور کے نانا کب تھے ۔

(۱۱) یا کہے حضرت جناب شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے نوح کی کشتی بچائی ، ابراہیم پر آگ بجھائی ، یوسف کو بادشاہی دی ، سلیمان کو عالم پناہی دی علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین ۔

(۱۲) یا کہے مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی وقت کسی جگہ حکم الٰہی کی تبلیغ میں معاذ اللہ تقیہ فرمایا الیٰ غیر ذٰلک من الاقوال الخبیثۃ ۔

(۱) یا جو نجدی وہابی حضور پر نور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کوئی مثل آسمان میں یا زمین طبقات بالا میں یا زیریں میں موجود مانے یا کہے کبھی تھا یا کبھی ہوگا یا شاید ہو یا ہے تو نہیں مگر ہو جائے تو کچھ حرج بھی نہیں ۔

(۲) یا حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرے ۔

(۳) یا کہے آج تک جو صحابہ تابعین خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین سمجھتے رہے خطا پر تھے نہ پچھلا نبی ہونا حضور کے لئے کوئی کمال بلکہ اس کے معنے یہ ہیں جو میں سمجھا ۔

(۴) یا کہے میں ذمہ کرتا ہوں اگر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت پائے تو کچھ مضائقہ نہیں ۔

(۵) یا دو ایک بُرے نام ذکر کرکے کہے نماز میں جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا فلاں وفلاں کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے لعنۃ اللہ علی مقالتہ الخبیثۃ ۔

(۶) یا بوجہ تبلیغ رسالت حضور پر نور محبوب رب العٰلمین مالک الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُس چپراسی سے تشبیہ دے جو فرمانِ شاہی رعایا کے پاس لایا ۔

(۷) یا حضور اقدس مالک ومعطی جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ اور حضرت سیدنا ومولانا علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ وحضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اسمائے کریمۂ طیبہ لکھ کر کہے (خاک بدہانِ گستاخاں) یہ سب جہنم کی راہیں ہیں ۔

(۸) یا حضور فریاد رس بیکساں حاجت روائے دوجہان صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے استعانت کو بُرا کہہ کر یُوں ملعون مثال دے کہ جو غلام ایک بادشاہ کا ہو رہا اُسے دوسرے بادشاہ سے بھی کام نہیں رہتا پھر کیسے .... کا کیا ذکر ہے اور یہاں دو ناپاک قوموں کے نام لکھے ۔

(۹) یا اُن کے مزار پُر انوار کو غائدۂ زیارت میں کسی پادری کا فرکی گور سے برابر ٹھہرائے ، اشد مقت اللہ علی قولہ ۔

(۱۰) یا اس کی خباثت قلبی توہین شان رفیع المکان واجب الاعظام حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر

باعث ہو کہ حضور کو اپنا بڑا بھائی بتائے،

(۱۱) یا کہے (اُن کے بدگو) مر کر مٹی میں مل گئے۔

(۱۲) یا اُن کی تعریف ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم الیٰ غیر ذٰلك من الخرافات الملعونة۔

(۱) یا کوئی نیچری نئی روشنی کا مدعی کہے باندی غلام بنانا ظلم صریح اور بہائم کا سا کام ہے جس شریعت میں کبھی یہ فعل جائز رہا ہو وہ شریعت منجانب اللہ نہیں۔

(۲) یا معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے انکار کرے نیل کے شق ہونے کو جوار بھاٹا بتائے، عصا کے اژدہا بن کر حرکت کرنے کو سیماب وغیرہ کا شعبدہ ٹھہرائے،

(۳) یا مسلمانوں کی جنت کو معاذ اللہ رنڈیوں کا چکلہ کہے۔

(۴) یا نارِ جہنم کو الم نفسانی سے تاویل کرے،

(۵) یا وجودِ ملائکہ علیہم السلام کا منکر ہو،

(۶) یا کہے آسمان بر بلندی کا نام ہے وہ جسم جسے مسلمان آسمان کہتے ہیں محض باطل ہے،

(۷) یا کہے شیطان (کہ اُس کا معلم شقیق ہے) کوئی چیز نہیں فقط قوت بدی کا نام ہے اور قرآن عظیم میں جو قصے آدم وحوا وغیرہما کے موجود ہیں جن سے شیطان کا وجود جسمانی سمجھا جاتا ہے تمثیلی کہانیاں ہیں۔

(۸) یا کہے ہم بانیٔ اسلام کو برا کہے بغیر نہیں رہ سکتے،

(۹) یا نصوص قرآنیہ کو عقل کا تابع بتائے کہ جو بات قرآن عظیم کی قانون نیچری کے مطابق ہوگی مانی جائے گی ورنہ کفر جلی کے روئے زشت پر پردہ ڈھکنے کو ناپاک تاویلیں کی جائیں گی،

(۱۰) یا کہے نماز میں استقبال قبلہ ضرور نہیں جدھر منہ کرو اُسی طرف خدا ہے۔

(۱۱) یا کہے آجکل کے یہود و نصاریٰ کافر نہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ نہ پایا نہ حضور کے معجزات دیکھے۔

(۱۲) یا ہاتھ سے کھانا کھانے وغیرہ بعض سنن کے ذکر پر کہے تہذیب نصاریٰ نے ایجاد کی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض افعال نامہذب تھے۔ اور یہ دونوں کلمے بعض اشقیاء سے فقیر نے خود سُنے، الیٰ غیر ذٰلك من الاباطیل الشیطانیة۔

(۱) یا کوئی جھوٹا صوفی کہے جب بندہ عارف باللہ ہو جاتا ہے تکالیف شرعیہ اُس سے ساقط ہو جاتی ہیں یہ باتیں تو خدا تک پہنچنے کی راہ ہیں جو مقصود تک واصل ہو گیا اُسے راستہ سے کیا کام۔

(۲) یا کہے یہ رکوع و سجدہ تو محجوبوں کی نماز ہے محبوبوں کو اس نماز کی کیا ضرورت، ہماری نماز ترکِ وجود ہے۔

(۳) یا یہ نماز روزہ تو عالموں نے انتظام کے لئے بنالیا ہے۔

(۴) یا جتنے عالم ہیں سب پنڈت ہیں عالم وہی ہے جو انبیاء بنی اسرائیل کی مثل معجزے دکھائے، یہ بات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو حاصل ہوئی وہ بھی ایک مدت کے بعد مولیٰ علی کے سکھانے سے، کما سمعتہ من بعض المتھورین علی اللہ (جیسا کہ میں نے خود ایسے لوگوں سے سُنا ہے جو اللہ تعالٰی پر جرأت کرتے ہیں۔ ت)

(۵) یا خدا تک پہنچنے کے لئے اسلام شرط نہیں، بیعت بک جانے کا نام ہے اگر کافر ہمارے ہاتھ پر بک جائے ہم اسے بھی خدا تک پہنچادیں گو وہ اپنے دینِ خبیث پر رہے۔

(۶) یا رنڈیوں کا ناچ علانیہ دیکھے جب اس پر اعتراض ہو تو کہے یہ تو نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت ہے۔ کما بلغنی عن بعضھم واعترف بہ بعض خلص مریدیہ (جیسا کہ ان کے بعض سے مجھے اطلاع ملی اور اس کے مخلص مرید نے اس کا اعتراف کیا۔ ت)

(۷) یا شبانہ روز طبلہ سارنگی میں مشغول رہے جب تحریمِ مزامیر کی احادیث سُنائیں تو کہے یہ مذمتیں تو اُن کثیف بے مزہ باجوں کے لئے وارد ہوئیں جو اس وقت عرب میں رائج تھے یہ لطیف نفیس لذیذ باجے جواب ایجاد ہوئے اُس زمانے میں ہوتے تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سوا اُن کے سننے کے ہرگز کوئی کام نہ کرتے۔

(۸) یا کہے: ؎

بمعنے خدا ہے سراہا گیا ہے	محمد خدا ہے خدا ہے محمد
یہ دونوں ہیں ایک ان کو دو مت سمجھنا	خدا باطن و ظاہر ہے محمد

(۹) یا کہے: ؎

مسیحا سے تری آنکھوں کی سب بیمار اچھے ہیں	اشاروں میں جلا دیتے ہیں مردہ یارسول اللہ

(۱۰) یا کہے: ؎

علی مشکلکشا شیرِ خدا تھا اور حیدر تھا	وہ بالا مرتبہ تھا را کب دوشِ پیمبر تھا
بربتِ کعبہ کب خیبر شکن فرزندِ آزر تھا	بتوں کے توڑنے میں اُسے ابراہیم ہمسر تھا

اگر ہوتا نہ زیر پا کتفِ شاہِ رسولاں کا

(۱۱) یا کہے مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ اللہ تعالٰی کے محبوب تھے اور انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں

کوئی خدا کا محبوب نہ تھا۔

(۱۲) یا اُس کے جلسہ میں لا الٰہ الا اللہ فلاں رسول اللہ اُسی مغرور کا نام لے کر کہا جائے اور وہ اس پر راضی ہوجائے۔

یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں۔ ھداھم اللہ تعالٰی الی الصراط المستقیم والا لعنھم لعنۃ تبید صغارھم وکبارھم وتزیل عن الاسلام والمسلمین عارھم وعوارھم آمین (اللہ تعالٰی ان کو سیدھی راہ کی ہدایت دے ورنہ ان پر لعنت فرمائے ایسی لعنت جو اُن کے بڑوں چھوٹوں کو ملیامیٹ کردے اور اسلام اور مسلمانوں سے ان کی عار اور اندھاپن ختم ہوجائے، آمین ! ۔ ت) اور جو شخص ابتداء میں صحیح الاسلام تھا بعدہٗ ان خرافات کی طرف رجوع کی اُس کے مرتد ہونے میں شُبہہ نہیں، اس قدر پر تو اجماع قطعی قائم ہے، اب رہی تحقیق اس بات کی کہ ان میں جو شخص قدیم سے ایسے ہی عقائد پر ہوا اور بچپن سے یہی کفریات سیکھے جیسے وُہ مبتدعین جن کے باپ دادا سے یہی مذاہب مکفرہ چلے آتے ہیں اُن کی نسبت کیا حکم ہونا چاہئے کہ کفار چند قسم ہیں کچھ ایسے کہ باوجود کفر شرع مطہر نے ان کی عورتوں سے نکاح اور ذبائح کا تناول جائز فرمایا وُہ کتابی ہیں اور بعض وُہ جن کے نساء و ذبائح حرام، مگر اُن سے جزیہ لینا مناسب ہو تو صلح کرنا غلبہ پائیں تو رقیق بنانا جائز ہے اور انھیں خواہی نخواہی اسلام پر جبر نہ کریں گے، وہ مشرکین ہیں، اور بعض ایسے جن کے ساتھ یہ سب باتیں ناجائز، وُہ مرتدین ہیں، آیا ان ہمیشہ کے بدعتی کفار مدعیان اسلام پر کس قسم کے حکم جاری ہوں، مطالعہ کُتبِ فقہ سے اس بارہ میں چار قول مستفاد ہوتے ہیں جن کی تفصیل فقیر نے رسالہ المقالۃ المفسرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ میں بمالامزید علیہ کی اُن میں مذہب صحیح و معتمد علیہ یہی ہے کہ یہ مبتدعین بحکمِ شرع مطلقاً مرتدین ہیں خواہ یہ بدعت ان کے باپ دادا سے چلی آتی ہو یا خود انھوں نے ابتدائے اختیار کی ہو خواہ بعد ایک زمانہ کے کی ہو کسی طرح فرق نہیں، بس اتنا چاہئے کہ باوجود دعوٰی اسلام و اقرار شہادتین بعض ضروریات دین سے انکار رکھتا ہو اُس پر احکام مرتدین جاری کئے جائیں گے۔ عالمگیریہ میں ہے :

یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الالٰہ الی الائمۃ وبقولھم فی خروج امام باطن وبتعطیلھم الامر والنھی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولھم ان جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام غلط فی الوحی الی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دون علی بن ابی طالب

رافضیوں کی ان باتوں پر کہ "مُردے دوبارہ دنیا میں آئیں گے، رُوح دوسرے جسموں میں آئیں گے، اللہ تعالٰی کی رُوح ائمہ اہلبیت میں منتقل ہُوتی ہے، امام باطن خروج کریں گے، امام باطن کے خروج تک امر و نہی احکام معطل رہیں گے، جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام سے حضرت علی کے مقابلہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانے میں غلطی ہُوئی ہے"، ان کی تکفیر ضروری ہے، یہ لوگ ملّتِ اسلامیہ سے خارج

9

رضی اللہ تعالٰی عنہ وھٰؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذا فی الظھیریۃ[1]۔

ہیں، اور ان کے احکام مرتدین جیسے ہوں گے، ظہیریہ میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

خود علامہ شامی علیہ الرحمۃ تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں مؤلفِ فتاوٰی علامہ حامد آفندی عمادی سے نقل کرتے ہیں انھوں نے شیخ الاسلام عبداللہ آفندی کے مجموعہ میں علامۃ الورٰی نوح آفندی حنفی علیہ الرحمۃ کا فتوٰی دیکھا جس میں اُن سے تکفیرِ روافض کے بارے میں سوال ہُوا تھا علامہ ان کے کلماتِ کفریہ لکھ کر فرماتے ہیں :

ثبت بالتواتر قطعاً عند الخواص والعوام المسلمین ان ھذہ القبائح مجتمعۃ فی ھٰؤلاء الضالین المضلین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور فھو کافر (الی ان قال) ولایجوز ترکھم علیہ باعطاء الجزیۃ ولا بامان مؤید نص علیہ قاضی خاں فی فتاواہ ویجوز استرقاق نساءھم لان استرقاق المرتدۃ بعد مالحقت بدار الحرب جائز[2] الخ اھ ملتقطا۔

خواص وعوام مسلمانوں میں یہ بات تواتر سے چلی آرہی ہے کہ مذکور قباحتیں ان گمراہ لوگوں میں جمع ہیں جبکہ ان قباحتوں میں سے کسی ایک سے متصف ہونے والا کافر ہے، (آگے یہاں تک فرمایا) کہ جزیہ کے بدلے یا امان دے کر ان لوگوں کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی، اس پر قاضیخاں نے اپنے فتاوٰی میں تصریح کی ہے اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا جائز ہوگا کیونکہ مرتدہ عورت جب دارالحرب چلی جائے تو اس کے بعد اس کو لونڈی بنانا جائز ہے الخ اھ ملتقطا۔ (ت)

فتاوٰی علامہ قاضی خاں میں شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل علیہ الرحمۃ سے دربارۂ جبیض وجبیضہ کے اول زن و شوہر تھے پھر دونوں مسلمان ہُوئے عورت نے اور مسلمان سے نکاح کرلیا منقول :

ان کانا یظھران الکفر او احدھما کانا بمنزلۃ المرتدین لم یصح نکاحھما ویصح نکاح المرأۃ مع الثانی[3] انتھی باختصار۔

مرد وعورت دونوں یا ان میں سے ایک جب کفر کا اظہار کرے تو ان کا حکم مرتدوں والا ہوگا، ان کا نکاح ختم ہوجائیگا اور وُہ عورت دوسرے کے لئے حلال ہوگی، اھ، مختصراً۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ٢/ ٢٦٤

[2] العقود الدریۃ تنقیح الفتاوی الحامدیۃ باب الردۃ والتعزیر قندھار افغانستان ١/ ١٠٤-١٠٥

[3] فتاوٰی قاضی خاں کتاب النکاح باب فی المحرمات نولکشور لکھنؤ ١/ ١٦٧

امام علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی سے نقل فرماتے ہیں،

انھم علی رای من کفرھم بالتاویل لا تحل مناکحتھم ولا اکل ذبائحھم ولا الصلوٰۃ علی میتھم و یختلف فی مواریثھم علی الخلاف فی میراث المرتد[1]۔

جن لوگوں نے ان کی تکفیر کی ہے ان کی رائے میں ان سے نکاح کرنا، ان کا ذبیحہ کھانا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے اور ان کی وراثت میں وہی اختلاف ہوگا جو مرتد کی وراثت میں ہے۔ (ت)

ان عبارات سے ظاہر ہولیا کہ ان مبتدعین منکرین ضروریاتِ دین پر حکم مرتدین جاری ہونا ہی منقول و مقبول بلکہ مذاہب اربعہ کا مفتیٰ بہ ہے۔ بالجملہ ان اعداء اللہ پر حکم ارتداد ہی جاری کیا جائے گا، نہ اُن سے سلطنتِ اسلام میں معاہدہ دائمی جائز نہ ہمیشہ کو امان دینا جائز، نہ جزیہ لینا جائز نہ کسی وقت کسی حالت میں اُن سے ربط رکھنا جائز، نہ پاس بیٹھنا جائز نہ بٹھانا جائز، نہ اُن کے کسی کام میں شریک ہونا جائز نہ اپنے کام میں شریک کرنا جائز، نہ مناکحت کرنا جائز نہ ذبیحہ کھانا جائز۔

قاتلھم اللہ انّٰی یؤفکون قال اللہ تعالٰی و من یتولھم منکم فانہ منھم[2]۔

اللہ تعالٰی ان کو ہلاک کرے یہ کدھر جارہے ہیں، اللہ تعالٰی نے فرمایا جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہے۔ (ت)

ھدٰنا اللہ تعالٰی الی الصراط المستقیم و دین ھذا النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم و ثبتنا بالقول الثابت فی الدنیا والاٰخرۃ انہ ولی ذٰلک واھل التقوٰی واھل المغفرۃ لا الٰہ الا ھو سبحٰنہ وتعالٰی عما یشرکون ٥ واللہ تعالٰی اعلم۔

اللہ تعالٰی ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت کرے اور اس آخری نبی علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے دین پر چلائے، اور دنیا و آخرت میں ایمان کامل پر ثابت قدم رکھے۔ اللہ تعالٰی اس کا مالک ہے اے تقوٰی والو اور مغفرت والو! اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک و بلند ہے کسی شریک سے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم

---

[1] الشفاء للقاضی عیاض فصل فی تحقیق القول فی کفار المتأولین شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/۲۶۴

[2] القرآن الکریم ۵/۵۱